



طعام پر دُعائے مانگنا

ماہنامہ خوشی

خانہ کافہ اشرفی عطاری

0303-7215412
0303-7215412

www.ashrafiattari.com

طعام پر دعا مانگنا

از قلم

محدث دوران شیخ القرآن استاذ العلماء حضرت علامہ

الحاج محمد رفیع احمد اویسی

مدظلہ العالی

پیش لفظ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
تَحْمِدهٗ وَتُحْلِی وَتَسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ۔
شرعیات کا قانون ہے کہ قرآن و حدیث کے مضامین سے جتنا مسائل و
احکام حاصل ہو سکتے ہیں انہیں مسلمانوں کو سہولتیں دی جائیں۔ ہاں اگر
کوئی مسئلہ قرآن و حدیث کے صریح مضمون سے ٹکراتا ہے تو اسے
ترک کرنا ضروری ہے اور یہ بھی شرعیات میں مسلم ہے کہ مردہ مرنے
کے بعد اپنی اعمال صالحہ اگر قبول ہوئے تو آرام پاتا ہے ورنہ عذاب
اسے عذاب سے نجات کا اب واحد حل اس کے لیے خیرات صدقات
و سداوہ استغفار قرآن خوانی وغیرہ ہے ان دونوں قاعدوں کو سامنے رکھ
کر فقیر کی تحریر پڑھیں اسی کے بعد سوچیں کہ میت کی نجات چاہیے تو جی
بِسْمِ اللّٰهِ آگے بڑھیں اگر مردہ کی نجات نہیں چاہتے تو تم جانو تمہارا
مردہ بہارا کام تھا دلائل سے سمجھانا۔ اس سے ہم دست بردار ہو گئے۔
وَمَا نُلَیْنٰ اِلَّا الْبَلٰغَ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۛ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ۔

نجدی تحریک سے متاثر ہو کر لوگ گھبرا جاتے ہیں کہ برسوں سے جو امور

مشائخ اور علماء میں سرزج ہیں وہ بقول دہلوی نجدی بدعت ہیں حالانکہ

بدعت وہ ہے جس کا ثبوت قرآن حدیث کے اصول کے سراسر خلاف

ہو اور بفضلہ تعالیٰ ہمارے مشائخ کرام و علمائے عظام نے اپنے

جملہ مسائل و مسائل قرآن و حدیث کے عین مطابق ہیں مثلاً ہمارے

ہاں یہ طریقہ جاری ہے کہ صلحاء اور فقراء کے سامنے کھانوں اور طعاموں کو

رکھتے ہیں اور ان سے یہ کہتے ہیں کہ ان طعاموں پر دعائے برکت فرماؤ

کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ان طعاموں کی مقدار پر برکت فرمائے تاکہ مسلمان اس

سے بہرہ مند اور نفع یاب ہوں اور ان سے کثیر ثواب آخری حاصل ہووے

اور یہ بھی دعا فرماؤ کہ ان طعاموں کا ثواب اللہ تبارک و تعالیٰ ہماری اموات

کو عطا فرمادے ۔ آیا ان طعاموں کو صلحاء کے پاس دعا برکت کیلئے حاضر کرنا

اور ان سے دعا برکت منگوانا اور ان صلحاء کو ان طعاموں پر دعا برکت پڑھنا

اور خیر ان صلحاء سے یہ دعا منگوانا کہ ان طعاموں کا ثواب ہماری اموات کو اللہ

تبارک و تعالیٰ پہنچا دے جائز ہے ۔ یاد رہے کہ ان امور کو نہ قرآن اور

نہ واجبات سے سمجھتے ہیں اور نہ یہ خیال کرتے ہیں کہ بغیر اس طرز خاص

کے دعا اور خیرات قبول نہیں ہوتی ہے بلکہ ان امور کو مستحبات اور مستحبات

میں سے سمجھتے ہیں یہ سب جائز ہے کیونکہ شریعت مطہرہ کا قانون ہے کہ

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو عمل ثابت ہو وہ اپنے تمام مناسب

امور کو ثابت کرتا ہے ۔

یہ امور کل مستحبات اور مستحبات میں سے ہیں چند
احادیث | احادیث ملاحظہ ہوں۔

۱۔ تبوک میں صحابہ کرام کو ٹھوکہ پہنچی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا
 یا رسول اللہ علیہ السلام جتنی زاد اور طعام ان لوگوں کے پاس ہے منگو ایسے اور
 طعاموں پر ان لوگوں کے لیے برکت کی دعا فرمائیے تو رسول اللہ علیہ السلام
 نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی عرض منظور فرمائی۔ پہلے چٹوڑہ کا بساط
 طلب کیا، فرمایا کہ بچھو یا، بعدہ جتنی طعام جو صحابہ کرام کے پاس باقی بچھے تھے،
 حضرت رسول مقبول علیہ السلام نے طلب فرمایا۔ بیان تک کہ کسی نے مسطح
 بھر چنا اور کسی نے جھوٹا مارے اور کسی نے ٹکڑا روٹی کا لاکر موجود کیا۔ بیان تک
 کہ انس بساط میں قلیل طعام جمع ہوا۔ بعدہ آنحضرت علیہ السلام نے اسی طعام
 پر برکت کی دعا فرمائی کہ یہ حکم فرمایا کہ ہر شخص اپنا گوشہ دان بھرے۔ حدیث
 کے الفاظ یہ ہیں۔

عن الحب بريرة قال لما كان يوم غزوة تبوك اصاب
 الناس مجاعة فقال عمر يا رسول الله ارفعنا بفضل
 ازوادهم ثم ارفع الله عليهم بالبركة فقال
 نعم فذاعا تطعم نبط ثم دعا بفضل ازوادهم فجعل الرجل
 يخبى بكف ذرة ويخبى اخسر كنف ثم روي عن اخر
 بكسرة حتى اجتمع على النبط شيء ليسير فذاعا رسول الله
 عليه الصلوة والسلام بالبركة ثم قال خذوا في اوتكم

(المحلية)

قوائد : ۱۔ ثابت ہوا کہ حضرت عمر نے سرور کائنات صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم سے طعام پر مسلمانوں کے لیے برکت کی دعا منگوائی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن طعاموں پر دعا برکت پڑھی۔

۲. طعاموں کو مسلمانوں نے بوقت دعا برکت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے حاضر کیا تھا۔

۳. جن طعاموں پر سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا برکت فرمائی تھی وہ مختلف قسم کے طعام تھے لہذا اگر دعا کرے دے دے کے سامنے مختلف قسم کے طعام رکھے جائیں اور اُس سے دعائے برکت منگوائے۔
تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں ہے بلکہ یہ بھی سنت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

ترندی میں حدیث مرفوعہ وارد ہے کہ حضرت ابو ہریرہ

حدیث ۲

رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے چند چوبارے

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر کیے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں میرے لیے دعا برکت فرمائیے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چوباروں کو جمع کیا اور میرے لیے اُن چوباروں میں دعا برکت فرمائی اور میں نے خود بھی کھائے اور لوگوں کو بھی فی سبیل اللہ کھلائے۔
فائدہ ۱۰۔ شریعت مطہرہ کا قاعدہ ہے کہ جس عمل میں کوئی قید نہ ہو وہ حکم عام رہتا ہے ان روایات سے طعام وغیرہ پر حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا مانگنا پھر اسے غریب و مساکین وغیرہم پر تقسیم کرنا ثابت ہوا۔

سوال ہے:۔ بریلویوں کا طریقہ ہے کہ عام طعام پر برکت کی دعا پڑھتے ہیں اور گزشتہ حدیثوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم نے جن طعاموں پر برکت کی دعا پڑھی وہ میت کے طعام نہ تھے لہذا
 مثبت مدعی وہ حدیثیں ہوں گی جن سے یہ ثابت ہو کہ سرور کائنات
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ضیافت کے طعام پر برکت کی دعا پڑھی ہو۔
 جواب :- بروایت بخاری اور مسلم صحیح حدیث وارد ہے کہ جابر رضی اللہ
 عنہ نے یوم خندق میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ضیافت کی تھی اور
 جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے پوشیدہ سرور کائنات صلی اللہ
 علیہ وسلم سے عرض کیا کہ گھروالی نے ایک صاع جو کا آٹا پیسا ہے اور
 ایک بکری کا بچہ ذبح کیا ہے آپ چار آدمیوں کے ساتھ تشریف لائے
 جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب اہل خندق کو بلا لیا کہ جابر نے
 ضیافت کی ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ جب تک میں نہ آؤں ہانڈی ہرگز نہ اٹارتا اور آٹے
 سے ہرگز روٹی نہ پکاتا۔ میں نے ایسے ہی کیا۔ جس وقت حضرت سرور
 کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے ان کے بلنے آٹا
 نکالا تو جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس میں اپنا آبِ دہن
 مبارک ڈال کر کے برکت کی دعا فرمائی اور ہانڈی میں بھی ایسے ہی کیا۔ یہ تو
 ضیافت ہے ہی۔ ہم نے ادھر عموم ثابت کیا ہے۔

ایک طرف مخالفین طعام میت کو ضیافت میں شامل کر کے
 لطیفہ احرمیت کا فتویٰ دیتے ہیں دوسری طرف ضیافت کے
 کے لیے ہم دعائے برکت ثابت کرتے ہیں تو بھی انکار حالانکہ طعام
 میت ضیافت بھی نہیں۔ ہر حال طعام پر دعا ثابت ہے خواہ ضیافت
 ہو یا خیرات۔

برائے میت | اعلیٰ وہ جب مخالفین مانتے ہیں کہ میت کو تو اب
پہنچانے کے لیے طعام پکا کر غریب اور مساکین
پر تقسیم کرنا جائز ہے تو پھر اس پر دعا مانگنے سے کیوں ڈر رہے ہیں
سوال ہے:۔ اس حدیث گزشتہ بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور سرور
عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ آٹے پر دعائے برکت فرمائی ہے اور یہاں
پکی پکائی روٹی پر دعائے برکت کرتے ہیں آیا اس کا بھی کسی حدیث سے
ثبوت ہے یا نہیں؟

جواب:۔ حدیثنا صحیح سے اس کا بھی ثبوت ہے اس لیے کہ سرور کائنات
صلی اللہ علیہ وسلم نے پکی پکائی روٹی پر بھی دعا برکت فرمائی ہے چنانچہ حدیث
صحیح بروایت بخاری اور مسلم وارد ہے اور قصہ اس کا طویل ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے یہاں سے سرور کائنات صلی
اللہ علیہ وسلم کے لیے کچھ روٹی بھجوانے کی منیافت کے لیے مہیا کی گئی تھی تو
بوقت تشریف لانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کے گھر میں حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم فرمایا کہ اے ام سلیم! حاضر ہو کر اس روٹی کو
انہوں نے حاضر کیا اور اس پر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا برکت
پڑھی۔ بعدء سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اور اور لوگوں نے بھی تبادلی
فرمایا اور وہ حدیث یہ ہے کہ قدر ضرورت نقل کرتا ہوں۔

فقد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی یا ام سلیم ما
عندک فانت بذالک الخیر فاصوبہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فقت وعصرت ام سلیم عکۃ فاد
متہ شہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیہ ما شاء

اللہ ان یقول اور بعض روایتوں میں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ یہ ہے بسم اللہ اللہم انظر فیہ البرکۃ یعنی اللہ اس میں برکت بڑھاؤ اور نیز بروایت مسلم وارو ہے کہ بعد ضیافت کھانے کے جو روٹی بھی تھی حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جمع فرما کر کے دعا برکت فرمائی اور وہ حدیث یہ ہے کہ بعد ضرورت نفل کی جاتی ہے ثم اخذ ما بقی بمجموعہ ثم دعا فیہ بالبرکۃ سوال :- یہاں جو برکت کے ساتھ ثواب کی دعا مانگتے ہیں کیا برکت کا اطلاق ثواب اور برکت دینے پر بھی ہوتا ہے یا نہیں۔

جواب :- برکت کا اطلاق ثواب اور برکت دینے پر از روئے شریع شریف ہوتا ہے چنانچہ مجمع البحار میں مسطور ہے اللہم بارک لنا فی ثمارنا الخ البرکۃ تكون بمعنى النماء والزيادة بل معنی الشبات والازم وھی تشمل برکۃ الدینویۃ انتہی۔

سوال :- تسلیم کیا کہ پہلی حدیثوں سے علماء سے وہاں سے برکت کا منگوانا، اور طعاموں کو بوقت ادعائے برکت حاضر کرنا احادیث گزشتہ سے ثابت ہوتا ہے مگر یہ کہنا اسلحاو سے کہ تم دعا کرو کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ان طعاموں کا ثواب ہماری اموات کو عطا فرمادے۔ آیا یہ بھی از روئے شریع شریف جائز ہے یا نہیں؟

جواب :- حدیث مرفوعہ بروایت ترمذی وارو ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے لیے مسجد کی دعا مانگو اور وسیلہ ایک مرتبہ ہے جنت میں اور کہ اللہ کے بندوں میں کسی بندہ کو ملے گا اور امید کرتا ہوں کہ وہ بندہ میں ہوں۔ چونکہ حضور سرور کائنات نے دعا مومنین

اور مسلمان طلب کی ہے تو اوروں کے لیے بطریق اولیٰ مستحب ہوگی
اور وہ حدیث یہ ہے کہ بقدر حاجت نقل کی جاتی ہے

سَلَوَالِي وَسِيلَةَ فَانْهَامَنْزِلَةُ بَيْنَ الْجَنَّةِ لَا يَنْبَغِي إِلَّا

لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ دَارِجُوا انْ اَكُونُوا اَتَا صَوْرَةِ الْحَدِيثِ

سوالی :۔ یہ طریقہ کہ جس مجلس میں اموات کے لیے دعا کرتے ہیں تو اس
مجلس میں سورہ اخلاص اور سورہ فاتحہ اور درود شریف سرور کائنات
صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھتے ہیں مگر ان امور کو بالخصوص قرآن اور واجبات
سے نہیں سمجھتے ہیں اور نہ عمل میں مانند قرآن اور واجبات ادا کرتے
ہیں آیا بایں ہمہ عقائد یہ دعا اور رسول از روئے شرع شریف جائز ہے
یا بدعت؟

جواب :۔ یہ سب جائز اور مستحبات میں سے ہیں اس لیے کہ حدیث
مرفوعہ بروایت ترمذی وارد ہے کہ جس مجلس میں اللہ کا ذکر اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ ہو، تو وہ مجلس ناقص ہے اور قلَّ حَسْرَةَ اللَّهِ
اور الحمد میں بھی اللہ کا ذکر ہے لہذا ان دونوں کو مجلس دعا و اموات میں
مع درود شریف کے پڑھنا مستحب ہے اور وہ حدیث یہ ہے ۔

عَنْ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ يَذْكُرُوا اللَّهَ فَيَسْأَلُهُ

وَلَمْ يَصِلُوا إِلَى نَبِيِّهِمْ إِلَّا كَانَتْ عَلَيْهِمْ تَرَقُّةٌ

فَإِنْ شَاءَ عَذِبَهُمْ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُمْ۔

کوئی قوم کسی مجلس میں ذکر خدا نہ کرے اور درود مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نہ پڑھے وہ مجلس بے برکت ہے انہیں اللہ تعالیٰ چاہے

بخش دے یا عذاب دے۔

سوال :- اس حدیث ترمذی سے فقط اللہ کا ذکر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا معلوم ہوتا ہے اور الحمد شریف کی تخصیص نہیں ہے اور یہاں بالخصوص الحمد للہ پڑھتے ہیں؟

جواب :- سائل کا سوال خوب زیر نظر رکھنا چاہیے کہ اُس نے بالخصوص الحمد للہ فرض اور واجب نہیں سمجھی ہے بلکہ الحمد للہ کا پڑھنا مستحبات میں سے سمجھا ہے اور اس میں شک نہیں ہے کہ بالخصوص الحمد للہ پڑھنا مستحبات میں سے ہے اس لیے کہ ترمذی میں حدیث مرفوعہ بروایت جابر عبد اللہ وارد ہے کہ الحمد للہ افضل دعا ہے اور یہاں بھی دعا کا مقام ہے لہذا الحمد للہ بالخصوص پڑھتے ہیں اور مستحب بھی سمجھتے ہیں اور وہ حدیث یہ ہے۔

عن جابر بن عبد اللہ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول افضل الذکر لا الہ الا اللہ و افضل الدعاء الحمد للہ . یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ افضل الذکر لا الہ الا اللہ ہے اور بہترین دعا الحمد للہ ہے۔ اور چونکہ یہاں بھی دعا کا مقام ہے لہذا خاص الحمد للہ پڑھتے ہیں۔

سوال :- اس حدیث ترمذی سے فقط آنا معلوم ہوتا ہے کہ الحمد للہ یعنی دونوں لفظوں کا پڑھنا مستحب ہے اور یہاں الحمد للہ اخیر تک یعنی وَلَا الضَّالِّینَ تک پڑھتے ہیں۔

جواب :- اول تو تسلیم نہیں ہے کہ اس حدیث میں صرف دو لفظ مراد ہیں بلکہ الحمد للہ اخیر تک مراد ہے یعنی وَلَا الضَّالِّینَ تک، چنانچہ

مرقات میں اس حدیث کے تحت مسطور ہے۔

وَلْيُمْكِنَ أَنْ يَكُونَ قَوْلُهُ الْحَمْدُ لِلَّهِ مِنْ بَابِ التَّلْمِيحِ
إِلَى شَارِعِهِ إِلَى قَوْلِهِ إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ وَرَأَى الدُّعَاءَ
أَفْضَلَ وَالْعَمَلَ وَاجْمَعَ مِنْ ذَلِكَ -

اور بر تقدیر تسلیم یہ بھی جواب دے سکتے ہیں کہ چونکہ سورہ فاتحہ میں دو چیزیں
ہیں یا اللہ کا ذکر، یا اپنے نفس کے لیے دعا ہے چنانچہ الحمد سے
إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ تک اللہ کا ذکر ہے اور اِهْدِنَا الصِّرَاطَ
الْمُسْتَقِيمَ سے اخیر تک دعا ہے اور اللہ کا ذکر کرنے کا جواز مجلس دُعا اموات
میں اور بالخصوص الحمد للہ کا پڑھنا یہ دونوں ہر دو حدیث گزشتہ ترمذی سے
ثابت ہوئے اور چونکہ یہاں اموات کے لیے دعا گزشتہ اور حدیث
صحیح مرفوع بروایت ترمذی وارد ہے کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ
وسلم کا یہ طریقہ تھا کہ لڑا، اپنے نفس کے لیے دعا فرماتے تھے پھر اردوں
کے لیے دعا کرتے تھے لہذا یہاں بھی دعا اموات سے پہلے اپنے لیے
إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ سے اخیر تک دعا کرتے ہیں پھر اموات کے
لیے دعا مانگتے ہیں تاکہ حدیث کے موافق ہو دے اور حدیث یہ ہے۔
عَنْ أَبِي بَنْتِ كَعْبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَ إِذَا ذَكَرَ أَحَدًا فَدَعَا لَهُ بَدُوْهُ بِنَفْسِهِ -

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت کسی کا ذکر کرتے تھے اور
اُس کے لیے دعا فرماتے تھے تو اول اپنے نفس سے دعا کو شروع کرتے
تھے لہذا فاتحہ کا پڑھنا اخیر تک جائز اور مستحب ہے چونکہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ
الْمُسْتَقِيمَ سے اخیر تک اپنے نفس کے لیے دعا کرنا منظور ہے لہذا اس

دُعا کے بعد ورد شریف پڑھنا بھی مستحبات اور ضروریات سے چنانچہ
ترمذی میں وارد ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ دعا یا ابنِ زمین و
آسمان کے موقوف رہتی ہے اور آسمان کی طرف نہیں چڑھتی ہے جب تک
ورد نہ بھیجا جائے اور سرد رکائات صلی اللہ علیہ وسلم کے ، اور وہ حدیث
یہ ہے ۔

عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال ان الدعاء
موقوف بين السماء والارض لا يصعد منه شيء حتى
تصلي على نبيك صلى الله عليه وسلم

اب مجلس دہائے اموات میں سورۃ اخلاص اور سورۃ فاتحہ اور ورد
شریف کا پڑھنا ان احادیث گزشتہ سے بخوبی ثابت ہوا ، اور جو ان احادیث
گزشتہ سے منکر ہے وہ بڑی ہے

سوال : ہرین کے نجدی اماموں کو دیکھ کر دعاؤں کے وقت میں ہاتھ نہ
اٹھانے کے متعلق عوام سوال کرتے ہیں کہ یہ بدعت ہے ۔ یا کوئی ایسی
حدیث بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عموماً یہ حکم فرمایا ہو کہ
جس وقت کوئی تمہارا اللہ سے سوال کرے تو ہاتھ اٹھا کر کے سوال کرے
تاکہ ہم یہ سمجھیں گے کہ ہر وقت حاضر کرنے دعائے عام کے دعا برکت کے
یہ ، اور سوال کرنا ایصال ثواب اس طعام کے اموات کے لیے بھی ہاتھ
اٹھانا اس حکم عمومی میں داخل ہے ۔

جواب :- جناب سرد رکائات صلی اللہ علیہ وسلم نے عموماً حکم فرمایا
ہے کہ جس وقت تم سوال کرو اللہ سے ، تو سیدھی ہتھیلیوں سے کرو ،
نہ الٹی سے ۔ اور وہ حدیث یہ ہے کہ بروایت ابو داؤد و دارقطنی ۔

عن مالک بن یسار قال قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم اذا سئلتهم الله فاسئلوا بيطون اكفكرو ولا
تسئلوا بظهورها . الحديث .

اب اس حدیث سے عموماً ثابت ہوتا ہے کہ جس وقت بندہ اپنے
اللہ سے سوال کرے تو سیدھے ہاتھ اٹھا کر کے سوال کرے اور اس
حدیث میں تخصیص کسی وقت کی نہیں ہے اور جو لوگ ہاتھ اٹھا کر کے سوال
کر کے سوال کرے اور اس حدیث میں تخصیص کسی وقت کی نہیں ہے اور
جو لوگ ہاتھ اٹھانا بوقت دعائے برکت کے ناجائز ہے مگر یہ لوگ جواب
میں یہ کہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عموماً فرمایا ہے کہ کل بدعتہ ضلالة
یعنی ہر بدعت ضلالت ہے اور ہاتھ اٹھانا بھی بدعت دعائے برکت
کے بدعت ہے ہذا ضلالت میں داخل ہوا تو ان لوگوں کو یہ جواب ہے
کہ ہاتھ اٹھانا بوقت دعائے برکت کے بموجب حدیث ابو داؤد کے سنت
ہے اس لئے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صریح فرمایا ہے
کہ جس وقت تم اللہ سے سوال کرو سیدھی ہتھیلیوں سے کرو اور یہاں بھی
اللہ سے برکت کا سوال ہے طعام سپہ اور نیز ہر روایت ابو داؤد وغیرہ وارد
ہے کہ سوال اس کو کہتے ہیں کہ دونوں ہاتھ اپنے کندھوں یا قریب کندھوں
تک اٹھا کر سے چنانچہ وہ حدیث یہ ہے ۔

عن ابن عباس قال المسئلة ان ترفع يديك تحذو
منكبيك او تحوصهما .

یعنی ہاتھ اٹھا سوال کرنے کے وقت میں ہر ہاتھ یا قریب کندھوں کے
سوال کے آداب میں سے ہے اور نیز ہر روایت ترمذی و دیگر ہے ۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من عبد یرفع یدیه حتی یدد ببطیئہ یسئل المسئلۃ الا اعطاھا ایاکاً ۔

یعنی نبی کریمؐ کوئی بندہ جو سوال کے وقت میں یہاں تک ہاتھ اٹھا رہے کہ بغلیں اس کی ظاہر ہو دیں، مگر اللہ اس کا سوالیہ پورا کرے گا اور نیز بروایت ترمذی حدیث مرفوعہ وارد ہے کہ جس وقت بندہ اپنے خدا کی طرف ہاتھ اٹھا رہے، اللہ کو حیا آ جاتی ہے کہ اس کے ہاتھوں کو خالی چھوڑ چنانچہ وہ حدیث یہ ہے

ان اللہ حی کریم یتحییٰ اذا رفع رجل یدیه الیہ
ان یردھا صفراً خائبین ۔ اور نیز بعضی روایتوں میں وارد ہے
کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسئل یدیه
فی الدعاء حتی یرئی بیاض البطیئہ ۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھاتے تھے دونوں ہاتھ اپنے دعا کے وقت میں یہاں تک کہ ظاہر ہوتی تھی سفیدی دونوں بغلوں مبارک آپ کی ۔

فائدہ :- ان سب حدیثوں میں ہاتھ اٹھانا دعا اور سوال کے وقت میں عموماً ثابت ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی وقت کی تخصیص نہیں فرمائی اور جو تخصیص کرتا ہے وہ بدعتی ہے ۔

سوال :- یہ مسلم ہے کہ طعام پر برکت کی دعا کرنا اور طعام کو دعا پر برکت کے لیے حاضر کرنا بخاری اور مسلم کی حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے مگر یہاں یہ طریقہ ہے کہ طعام بوقت دعائے اموات کے بھی حاضر ہوتا

ہے آیا یہ جائز ہے یا بدعت؟

جواب :- یہ بھی جائز ہے نہ بدعت ۔ اس لیے کہ طعام کا حاضر کرنا صرف دعائے برکت کے لیے ہے اور بعد حاضر کرنے طعام کے دعائے برکت کے لیے اگر اموات کے لیے بھی دعا ہو تو کیا مضائقہ ہے جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صرف اللہ کے لیے ہجرت کرتے تھے مگر ہجرت کے بعد تجارت اور نکاح وغیرہ بھی ترک نہیں کرتے تھے جیسے یہ افعال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ہجرت میں خلل انداز نہیں تھے ایسے ہی دعائے اموات طعام کے حاضر ہونے کے لیے کچھ مضر نہیں ہے اس لیے کہ حاضر کرنا طعام دعائے اموات کے لیے نہیں ہے بلکہ برکت کے لیے ہے اور صحیح حدیث سے ثابت ہوا۔ اور نیز اگر کوئی غسل مسنون نماز جمعہ کے لیے کر کے عطر لگا دے اور سفید کپڑے پہنے مگر پاؤں بھی کھا دے تو پاؤں کھانا ان امور کے مسنون کرنے میں کچھ نقصان نہیں لاتا۔ اس لیے کہ اعمال کا ثواب نیت پر موقوف ہے جیسی نیت ہو ویسا ہی ثواب ملتا ہے۔

خاتمہ :- سب کو معلوم ہے کہ میت قبر میں پہنچتے ہی کتنا سنگین مراحل میں ہوتا ہے اس کا علاج دباؤں سروسے اعمال صالحہ مع عقائد کے اور کچھ نہیں خدا نہ کرے اگر اس کے اپنے اعمال صالحہ نہیں تو سوائے عذاب شدید میں مبتلا ہونے کے کوئی چارہ نہیں والا ماشاء اللہ) حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کی غم خواری اور غمگاری کے تحت اللہ تعالیٰ سے ایصالِ ثواب کی اجازت قبول کرالی۔ یہی وجہ ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کا لقب مرحومہ و مغفورہ ہے وہ یونہی کہ گنہگار قبور میں گناہ لے کر جائیں گے تو جب اٹھیں گے

گناہوں سے پاک ہوں گے اس لیے کہ مرنے کے بعد جو لوگ دعا
استغفار اور قرآن خوانی خیرات و صدقات کرتے۔ پھر حضور سرور عالم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے سے اسی عالم دنیا میں ان لوگوں
(قبور والوں) کے حالات مشاہدہ بھی کر لیتے گے تاکہ مرنے والوں کے لیے
امتی زیادہ سے زیادہ خیرات و صدقات اور دعائے استغفار کریں۔

چھٹکارا یعنی مردہ کی نجات کے واقعات

طعام اُٹے رکھ کر قرآن پڑھنا اور دعا مانگنا ایک معمولی جھگڑا ہے
اصل مقصد یہ ہے کہ میت کو عذاب سے چھڑانا اور اللہ تعالیٰ کے
فضل و کرم کا مستحق بنانا چاہیے اور ہم تو نہیں جانتے کہ اس غریب
کے ساتھ قبر میں کیا ہو رہا ہے۔ لیکن حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے تمام تفصیل بتا دی ہے کہ فلاں فلاں عمل سے عذاب قبر سے وغیرہ
وغیرہ اور پھر یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ایصالِ ثواب سے اسے عذاب قبر
سے نہ صرف نجات نصیب ہوگی بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے
اسے جنت کی نعمتوں سے نوازتا ہے اگر ایصالِ ثواب نہیں کرو گے
تو وہ بدستور عذاب میں مبتلا رہے گا۔ چنانچہ پھر اس کا مشاہدہ
بھی فرما دیا گیا۔ فقیر نے ایک ضخیم کتاب بھی ”اخبار القبور“ یعنی قبور
والوں کے حالات کہ انہیں کیا ہو رہا ہے اور بعض بخشے جاتے ہیں
تو کیوں اور بعض بدستور عذاب میں ہیں تو کیوں۔ یہاں چند نمونے
حاضر ہیں۔

بیشمار فائدے | ابو محمد سمرقندی نے سورہ اخلاص کے فضائل میں ذکر کیا کہ جس نے قبرستان سے گزرتے ہوئے گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھی اور اس کا ثواب مردوں کو بخش دیا تو مردوں کی تعداد کے مطابق اسے اجر ملے گا۔

فائدہ:۔۔ سمرقندی کی تائید حدیث سے ہوتی ہے۔

قیامت کا فائدہ | ابوالاسم سعد بن علی زنجانی نے اپنے فرائد میں ابو ہریرہؓ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو قبرستان پر گزرا اور اس نے سورہ فاتحہ، اخلاص اور اَلْهٰکُمُ التَّکَاثُرُ پڑھی اور پھر یہ دُعا مانگی کہ اے اللہ میں نے جو قرآن پڑھا ہے اس کا ثواب مومن مرد اور عورت دونوں کو دینا تو وہ قبر والے قیامت کے دن اس کی سفارش کریں گے۔

ثواب کی تقسیم | قاضی ابوبکر بن عبدالباقی انصاری نے سلمہ بن عبیدہ سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا کہ عماد مکی نے بتایا کہ ایک رات میں مکہ کے قبرستان کی طرف چلا گیا اور ایک قبر پر سر رکھ کر سو گیا، تو دیکھا کہ قبروں والے حلقہ درحلقہ کھڑے ہیں میں نے ان سے دریافت کیا کہ قیامت قائم ہوگئی انہوں نے کہا کہ نہیں ہاں ہمارے ایک بھائی نے سورہ اخلاص پڑھ کر ہم کو ثواب پہنچایا تو وہ ثواب ہم ایک سال سے تقسیم کر رہے ہیں۔

گورستان میں قرآن خوانی | عبدالعزیز خلال کے ساتھی انہوں نے روایت کیا کہ حضرت

انس فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے قبرستان میں یسین پڑھی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی برائت سے مردوں کے عذاب میں تخفیف فرمادے گا اور پڑھنے والے کو ان کی تعداد کے برابر ثواب ملے گا قرطبی کہتے ہیں کہ یہ حدیث کہ اپنے مردوں پر یسین پڑھو "دوامتعال رکعتی ہے۔ ۱۔ مرنے وقت (۲۱) قبر پر پہلا قول جمہور کا ہے اور دوسرا عبدالواحد مقدسی کا اور شوافع علماء متاخرین میں سے محب طبری نے اس کو عام رکھا۔ غزالی نے احیاء میں اور عبدالحق نے احمد بن حنبل سے روایت کرتے ہوئے عاقبت میں بیان کیا کہ جب تم قبرستان میں داخل ہو تو سورۃ فاکہ معوذتین اور اخلاص پڑھو اور ان کا ثواب اہل قبر کو پہنچا دو کیونکہ یہ پہنچا ہے (شرح الصدور)

قرطبی نے کہا

پڑھنے اور سننے والے اہل قبر کو ثواب

ہے کہ پڑھنے کا ثواب پڑھنے والے کو ہے اور سننے کا ثواب ہے اسی لیے تو نص قرآنی کے بموجب قرآن کے سننے والے پر رحم ہوتا ہے قرطبی فرماتے ہیں کہ خدا کے کرم سے کچھ بعید نہیں کہ وہ پڑھنے اور سننے دونوں کا ثواب مردے کو پہنچا دے جنفیوں کے فتادی قاضیوں میں ہے کہ جو میت کو مانوس کرنا چاہئے تو وہ قبر کے پاس قرآن پڑھے ورنہ جہاں چاہے پڑھے کیونکہ خدا ہر جگہ کی قرأت سننے والے سے اسی لیے ہم اہلسنت اموات کے لیے قبر پر بھی ختم کراتے ہیں اور گھروں میں پڑھ کر ثواب اہل قبر کو پہنچاتے ہیں۔

امام قرطبی کا استدلال | بقیۃ قرطبی رحمہ اللہ نے کہا کہ ہمارے بعض علماء نے میت کو ثواب

پہنچنے پر ایک حدیث سے اس حلال کیلئے ادرودہ یہ کہ حضور علیہ السلام نے ملاحظہ فرمایا کہ دو قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تر شاخ منگائی اور اس کے دو ٹکڑے سکٹے اور ہر ایک قبر پر ایک ٹکڑا لگا دیا اور فرمایا کہ جب تک یہ تر رہیں گی قبر والوں سے عذاب میں تخفیف ہوگی۔ خطابی نے کہا کہ علی نے اس کے معافی یہ بتائے کہ چیزیں جب تک اپنی اصلیت پر رہتی ہیں سبز رہتی ہیں یا تر رہتی ہیں۔ خدا کی نسیج سے عذاب میں تخفیف فرماتا ہے۔ تو مومن قبر کے پاس اگر قرآن پڑھے گا تو کیا حال ہوگا پھر یہ قبروں کے پاس درخت لگانے میں اصل ہے۔

سبز مٹی سے مردے کو فائدہ | بن عساکر نے حماد بن سلمہ کی سند سے روایت

کیا کہ ابو ہریرہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبر پر سے گزرے قبر والے پر عذاب ہو رہا تھا تو آپ نے ایک مٹی لیں اس پر لگا دی اور فرمایا کہ شاید عذاب میں کمی ہو۔

فائدہ :۔ حضور علیہ السلام شاید فرماتے کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ کوئی شک و الّا معاملہ ہے بلکہ حقیقت پر مبنی ہے آپ یقین کے موقع پر اس طرح تو ایضاً فرما دیا کرتے تھے۔

حریث :۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور

اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے جنت میں اپنے
ایک نیک بندے کا درجہ بلند فرمایا۔

فیقول یا رب اتی لی - فیقول یا مستغفار ولدک لک (شکوۃ شریف)
تو وہ عرض کرتا ہے کہ اے میرے رب میرا درجہ کیونکر بلند ہوا۔
ارشاد ہوا کہ تیرا بیٹا جو تیرے لیے دعا کرتے مغفرت کرتا ہے اس کے
سبب ہے۔

فائدہ :- مندرجہ بالا حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ اگر کسی بندے
نیک یا کسی عام کے لیے ایصال ثواب یا دعائے بخشش کی جائے تو اسی
کے درجات بلند ہو جاتے ہیں اگر گنہگار ہے تو اس سے سختی اور عذاب
دور ہو جاتا ہے اس سے بڑھ کر میت کے لیے اور کیا چاہیے لیکن جسے
میت سے دشمنی ہوگی وہ اس کے روکنے اور بند کرنے کے اسباب
نہیں بنائے گا تو اور کیا کرے گا۔

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ
مکمل نجات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
امتی امتہ مسرور متہ تدخل قبرها بذنوبہا او تخرج
من قبرها لا ذنوب علیہا لمحقن عنہا باستغفار المؤمنین۔
(شرح الصدور للسیوطی)

ترجمہ :- میری امت مسرور ہے وہ قبروں میں گناہوں کے ساتھ
داخل ہوگی اور جب قبروں سے نکلے گی تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ اللہ
تعالیٰ مومنوں کے استغفار کی وجہ سے اس کو گناہوں سے پاک و صاف
کر دے گا۔

کر دے گا۔

فائدہ ۱۔ غور فرمائیے کہ میت کی نجات ہمارے ایصالِ ثواب سے

ہوتی۔

عذابِ قبر: ستور جب تک خیرات نہ ہوتی | آخر میں

واقعہ غزنہ کہ مردوں کو جو لوگ اپنے مردوں کو ثواب نہیں بخشے وہ بہ ستور
عذاب میں مبتلا رہتے ہیں جب تک ثواب نہ بھیجا جاتے۔

فقیر ابو اللیث رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک
مرد سے کامبرہ حال | بزرگ نے قبرستان میں خواب میں دیکھا

کہ تمام اہل قبر قبروں سے نکل کر حلقہ باندھ کر بیٹھ گئے ان میں ایک
نوجوان میلے کپڑے مغموم بیٹھا تھا غھڑی دیر کے بعد خوابچہ آئے اور
سب لے کر چلے اور وہ نوجوان خالی ہاتھ اٹھ کھڑا ہوا اس بزرگ
نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ ان کے عزیزوں نے ان کے لیے
تحائف (خیراتیں اور ثواب وغیرہ) بھیجے لیکن میں ایک مصیبت کا مارا
ہوں میری ماں مجھے حج کے لیے آئی ہیں یہاں فوت ہو گیا وہ کہیں نکاح
کر چکی ہے اور عیش و عشرت میں ہے لیکن اُس نے مجھے بھلا دیا کبھی کوئی
خیرات اور ثواب وغیرہ نہیں بھیجتی بزرگ نے اس کی ماں کا پتہ پوچھا
اور وہاں پہنچ کر اس سے اپنے بیٹے کا پوچھا تو وہ بڑی بزرگ نے اُس
کا حال سنایا تو بہت پریشان ہوئی اور اعتراف کیا کہ واقعی مجھ سے بھول
ہو گئی اب آپ میری طرف سے ہزار درہم اس کے لیے ایصالِ ثواب
کریں۔ بزرگ فرماتے ہیں میں نے دوسری جمعرات اسی گھرستان سو
رہا تھا تو اسی نوجوان کو دیکھا سفید کپڑے پہنے ہوئے اور نہایت خوش

حرم ہے اور میرے پاس آکر غروب و عایش میں رہیں رتخلیبہ الغافلین المتوذاً
فائدہ | یہ وہ نقیۃ ابو اللیث رحمہ اللہ ہیں جنہیں ایک لاکھ حدیث حفظ
 تھی اور اپنے زمانہ میں امام الہدی کے لقب سے مشہور تھے
 امام ابو یوسف کے چوتھے واسطہ سے شاگرد تھے حنفی المذہب اور
 بہت بڑے فقیہ تھے۔ | اس واقعہ سے وہی عبرت حاصل کرے
درسی عبرت جس کے دل میں اپنے اسوات کا دل میں
 درد ہو۔ ورنہ بے درد ظالم کو کیا خبر۔

بہانہ خور را بہانہ بسیار | رنگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں،
 فیکر کی کتاب "عذابی لوگ" کا مطالعہ کیجئے اگر ہمارے مختصر سے کام
 سے اس عزیز کا بھلا ہوتا ہے تو ہم اس سے غفلت کیوں کریں شکرین
 تو ہیں بہانہ باز وہ بے توبہ عت کی رٹ لگانے سے نہیں ٹھکتے۔ ہر کاریہ
 ثواب پر روڑہ اٹکاتے ہیں۔ بدعت کوئی لایینحل مسئلہ نہیں کہ سمجھ
 نہ آ سکے۔ صرف بدعت کا بہانہ بنا کر لاکھوں بلکہ ہشتادوں عذابوں کو عذاب
 سے نہ پکھنے دینا کونسی اسلامی خدمت ہے۔

اہلسنت عوام سے گذارش ہے کہ ان بہانہ بازوں کی طرف کان نہ
 دھریں جس طرح بن پڑتا ہے اپنے غریب مسافر مردوں کے لیے
 ایصال ثواب کیجئے خواہ عوام آگے رکھا ہو یا نہ۔ ختم شریف پڑھا جائے
 یا نہ۔ اس کے لیے دعائیں مانگیں۔ استغفار کرے اسی میں ان کا
 نچھٹکارا ہے۔ - فَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاءُ -

النشر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد دیوبند رضوی فخریہ